یہود کی دینی و اخلاقی حالت

تحریر۔ عبدالرشید عراقی

یہودی قوم حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیروکار ہے لیکن ان کا قدیم نام بنی اسرائیل ہے۔ بنی اسرائیل کے بجائے یہود نام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد میں پڑا اور یہود کے معنی ہیں اللہ کی طرف رجوع کرنے والا۔ چونکہ ان لوگوں کو اللہ کی طرف رجوع کیا اس لئے ان کا نام یہود پڑ گیا۔ یہود کا اصل وطن شام اور اس کا ملحقہ علاقہ فلسطین تھا۔

حجاز میں یہود کی آمد:۔

یہود کی حجاز میں آمد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ یعنی ۵۰۰ ق م سے شرح ہو گئی تھی۔ علامہ یاقوت حموی لکھتے ہیں کہ

> جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون پر غالب کیا تو انہوں نے فرعون کے اعوان و انصار کو ختم کرتے کے بعد ایک فوج عمالیق کی سرکوبی کے لئے حجاز بھیجی (حجاز میں اس وقت عمالقہ کی حکومت تھی۔ جس کا ظلم و ستم فرعون سے کچھ کم نہ تھا) اور فوج کو حکم دیا گیا کہ جو لوگ دین میں داخل ہو جائیں۔ ان کو چھوڑ دیا جائے اور بقیہ کو جو رہ جائیں اور دین میں داخل نہ ہوں ان کے ہر بالغ کو ختم کر دیا جائے چنانچہ فوج حجاز آئی اور اس نے عمالقہ پر غلبہ حاصل کر لیا اور بادشاہ کو قتل کر دیا گیا۔ مگر اس کے لڑکے کو گرفتار کر لیا گیا۔ اس لئے کہ وہ نابالغ و معصوم اور بہت خوبصورت تھا اور فوج اس کو اپنے ساتھ شام لے آئی اور اس بات پر وہ غور و فکر کر رہے تھے کہ اس لڑکے کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس لے جایا جائے۔ چنانچہ فوج کے آدمی اس لڑکے کو لے کر شام واپس آئے۔ مگر اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کا انتقال ہو چکا تھا۔ بنی اسرائیل کے سرکردہ رہنماؤں نے فوج سے حجاز کے

حالات دریافت کئے۔ انہوں نے اپنی فتح کا حال سنایا اور اس لڑکے کے بارے میں صحیح صورت حال سے آگاہ کیا۔ اس پر بنو اسرائیل کے رہنماؤں نے فوج سے کہا کہ تم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قول کی خلاف ورزی کی ہے۔ اس لئے اب تمہاری سزا یہ ہے کہ تم لوگ شام میں نہیں رہ سکتے اور تم واپس حجاز چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ سب فوجی حجاز واپس آگئے اور مدینہ اور حجاز یہود کی یہ پہلی آبادی تھی جو یہاں آباد ہوئی۔ (معجم البلدان ج ۷ ص ۴۲۷)

یہودیوں کی حجاز میں دوسری آمد:۔

دوسرے دور میں جو یہود حجاز آئے۔ وہ زیادہ تر شام اور فلسطین کے باشندے تھے اور ان کی آمد کے کیا اسباب تھے کہ انہوں نے شام و فلسطین کا سرسبز و شاداب علاقہ چھوڑ کر جزیرہ عرب جیسی بے آب و گیاہ زمین کا رخ کیا۔ مورخین نے اس کے تین اسباب بیان کئے ہیں جن کی وجہ سے یہود شام، فلسطین سے ہجرت کر کے جزیرہ عرب میں آباد ہوئے۔

پہلی وجہ یہ ہوئی کہ فلسطین میں یہودی آبادی زیادہ ہو گئی اور مورخین کی تصریح کے مطابق ان کی آبادی ۴۰ لاکھ سے تجاوز کر گئی۔ اس لئے اتنی کثیر آبادی ایک چھوٹی جگہ نہیں رہ سکتی تھی اور ذرائع معاش کا مسئلہ بھی پیدا ہوا۔ انہوں نے مناسب یہی سمجھا کہ فلسطین سے نکل کر حجاز میں آباد ہوں۔

دوسری وجہ یہ ہوئی کہ رومیوں نے متعدد بار فلسطین پر حملہ کیا اور ایک وقت ایسا آیا کہ یہود کو اپنی حکومت بھی ان کے سپرد کرنا پڑی اور فلسطین یہود کا صرف وطن ہی نہیں تھا بلکہ ان کی وہ مقدس عبادت گاہ بھی تھی۔ اس لئے یہود برابر فتنے برپا کرتے رہے اور بغاوت کرتے رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رومیوں نے ان پر ظلم و ستم کرنا شروع کر دیئے۔ مقابلہ تو یہ کر نہیں سکتے تھے اس لئے انہوں نے اپنی خیریت اسی میں سمجھی کہ فلسطین سے نکل کر حجاز میں سکونت اختیار کر لیں۔

تیسری وجہ یہ ہوئی ۷۰ء میں رومیوں اور یہودیوں میں ایک زبردست جنگ ہوئی۔ جس

میں فلسطین کو تہ و بالا کر دیا گیا اور یہود کی عبادت گاہیں بھی برباد کر دی گئیں اور یہودیوں کو عبرتناک شکست سے دوچار ہونا پڑا اور یہودیوں نے مناسب سمجھا کہ اب ہمارا یہاں رہنا درست نہیں۔ چنانچہ ایک کثیر آبادی نے حجاز کا رخ کیا۔ یہود کے حجاز آنے کے بارے میں صاحب آغانی لکھتے ہیں کہ

> جب رومیوں نے شام کے بنو اسرائیل (یہود) پر غلبہ پایا۔ تو ان کو خوب برباد کیا ان کو قتل کیا‘ ان کی عورتوں کو اپنے نکاح میں لے آئے۔ اس ظلم و ستم سے بچنے کے لئے بنو نضیر‘ بنو قریظہ اور بنو ہدل وغیرہ حجاز میں اپنے دوسرے یہودی بھائیوں کے یہاں چلے آئے۔ (آغانی ج ا ص ۹۰۵)

یہودیوں کی بڑی آبادی یثرب اور خیبر میں آباد تھی

یہودیوں کی سب سے بڑی آبادی ظہور اسلام سے قبل یثرب اور خیبر میں آباد تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت یثرب نام ہی رائج تھا‘ ہجرت کے بعد اس کا نام مدینہ النبی ہو گیا۔ مدینہ میں جو یہودی قبائل آباد تھے۔ ان میں بنو قریظہ‘ بنو نضیر‘ بنو قینقاع‘ بنو ہدل اور بنو زیناع زیادہ مشہور ہیں۔ ان کے علاوہ اور بھی یہودی قبائل مدینہ میں آباد تھے جن کی کوئی امتیازی حیثیت نہ تھی۔

یہودیوں کی دوسری بڑی آبادی خیبر میں آباد تھی۔ خیبر مدینہ منورہ سے ۸ منزل پر واقع ہے۔ خیبر حجاز کا زرخیز علاقہ ہے۔ جس کو تجارتی لحاظ سے بڑی اہمیت حاصل تھی‘ یہاں کے یہود اقتصادی لحاظ سے بڑے ممتاز تھے انہوں نے متعدد جنگی قلعے بنا رکھے تھے‘ جن میں ۲۰ ہزار سپاہی ہر وقت موجود رہتے تھے‘ اس سے خیبر میں یہودیوں کی آبادی کی وسعت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ۷ھ میں خیبر فتح کیا اور یہودیوں کو عبرتناک شکست سے دوچار کیا۔ (تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۵۶)

حجاز کے دوسرے علاقوں میں یہودی آبادی

یثرب اور خیبر کے علاوہ حجاز کے دوسرے علاقوں میں بہت تھوڑے یہود آباد تھے۔ بستی فلک، وادی القریٰ، تیماء، نجران، بحرین، مکہ اور طائف میں بھی یہودی آباد تھے۔ علامہ بلاذریؒ فتوح البلدان میں لکھتے ہیں کہ

طائف کے ایک حصہ میں یہودیوں کی آبادی تھی جو یمن اور یثرب سے نکال دیئے گئے تھے اور بسلسلہ تجارت یہاں آکر آباد ہو گئے تھے۔ (فتوح البلدان ص ۶۳)

اہل بحرین کی آبادی مجوس، یہود اور نصاریٰ پر مشتمل تھی۔ (فتوح البلدان ص ۸۶)

یہودیوں کے پیشے

جزیرہ عرب میں جو یہودی آباد تھے، تین پیشوں سے متعلق تھے۔ زراعت، تجارت اور صنعت و حرفت، اور ان تمام پیشوں میں انہوں نے بہت ترقی کی اور اقلیت میں ہونے کے باوجود تجارت، زراعت اور صنعت و حرفت پر چھائے ہوئے تھے۔ (فتوح البلدان ص ۶۷۔ ۶۸)

یہودیوں کی دینی گمراہیاں

قرآن مجید نے یہودیوں کی دینی حالت اور اخلاقی عیوب کا جو نقشہ کھینچا ہے۔ اس کی مختصر اً تفصیل پیش خدمت ہے۔

تمام انبیائے کرام کی یہ دعوت مشترک رہی ہے کہ عزت و شرافت اور آخرت میں کامیابی کا دارومدار اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایمان و عمل صالح پر ہے نہ کہ ذات و نسل مگر یہودیوں کی بنیادی غلطی یہ تھی کہ انہوں نے ایمان و عمل کی بجائے نسل و ذات کو معیار بنالیا اور اپنی نجات کا ذریعہ بھی اپنی نسل اور ذات کو سمجھتے تھے جیسا کہ قرآن مجید نے تصریح کی ہے۔

نحن ابناء اللہ و احباؤہ (مائدہ۔۱۸)

ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں۔

اور اس کے ساتھ وہ یہ بھی کہتے تھے کہ ہم کو اللہ سزا نہیں دے گا۔ اگر بفرض محال اس نے سزا دی تو صرف چند دن کیلئے دوزخ میں رکھے گا۔ قرآن مجید نے اسکی وضاحت کی ہے۔

لن تمسنا النار الا ایاما معدودۃ (البقرہ۔۸۰)

ہم دوزخ میں چند دن کے لئے ڈالے جائیں گے۔

یہود کی یہ خام خیالی تھی اور ان کا تصور غلط تھا ان کے نزدیک بداخلاقی، اور بدعقیدگی کی کوئی اہمیت نہ تھی اور ان کی عمارت کی بنیاد صرف جھوٹ پر تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی ان افتراء پردازیوں کے پیش نظر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اگر یہ یہود جو کہتے ہیں اور اس میں اپنے آپ کو حق بجانب کہتے ہیں تو ان سے کہو کہ تم موت کی تمنا کیوں نہیں کرتے۔

جیسا کہ قرآن مجید نے واضح الفاظ میں ارشاد فرمایا۔

قل ان کانت لکم الدار الاخرۃ عند اللہ خالصتہ من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صدقین۔ (البقرہ۔۹۴)

آپ ان یہود سے کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے لئے آخرت کی فلاح مخصوص ہے تو پھر تم موت کی تمنا کرو، اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو۔

دوسری جگہ قرآن مجید نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہو کر فرمایا۔

قل یا یھا الذین ھادوا ان زعمتم انکم اولیاء للہ من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صادقین (الجمعتہ ۶)

آپ یہود سے فرمادیجئے۔ اگر تم کو زعم ہے کہ تم اللہ کے محبوب ہو تو موت کی تمنا کرو اگر تم سچے ہو

عقیدہ توحید میں رخنہ اندازی

عقائد میں سب سے اساسی چیز عقیدہ توحید ہے اسی کی صحت اور اس میں اخلاص کی بنیاد

پر سارے دین کی عمارت تعمیر ہوتی ہے۔ اگر اس میں کوئی کمی آجائے تو پھر ایمان کمزور ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ تمام انبیائے کرام کی بنیادی تعلیم یہی رہی

لا الہ الا انا فاعبدون (انبیاء ۲۵)

میرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو تم میری ہی عبادت کرو۔

مگر یہود کی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ انہوں نے ہمیشہ عقیدہ توحید میں رخنہ اندازی کی اور اس چشمہ صافی کو کفر و شرک اور فسق و فجور سے گدلا کرنے کی برابر کوشش کی۔

قرآن مجید نے واضح الفاظ میں ان کے کفر و شرک کا تذکرہ کیا ہے۔

لعنہ اللہ بکفرھم (النساء ۴۶)

ان کے کفر کی وجہ سے اللہ نے ان پر لعنت کی۔

یہود شرک میں مبتلا تھے اور عزیر کو خدا کا بیٹا کہتے تھے۔

و قالت الیہود عزیر ابن اللہ (التوبہ۔ ۳۰)

اور یہود نے کہا کہ عزیر خدا کے بیٹے ہیں۔

یہود کفر و شرک اور طغیان و سرکشی میں اس قدر آگے بڑھ گئے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں گستاخانہ اور طنزیہ الفاظ استعمال کرتے تھے۔ قرآن مجید نے ان کی گستاخی اور سرکشی کی واضح الفاظ میں نشاندہی کی ہے۔

و قالت الیہود ید اللہ مغلولتہ (مائدۃ۔ ۶۴)

یہود کہتے تھے کہ اللہ کا ہاتھ تنگ ہو گیا ہے۔

اور یہود یہاں تک بڑھ گئے تھے اور کہتے تھے ان اللہ فقیر و نحن اغنیاء (آل عمران ۔۱۸۱)

اللہ فقیر ہے اور ہم غنی ہیں۔

یہود میں ایک اور عادت بہت بری رائج ہو گئی تھی کہ تحریف سے کام لیتے تھے، اور کلام الٰہی کو چھپاتے۔ جیسا کہ قرآن مجید نے واضح کیا ہے۔

یحرفون الکلم عن مواضعہ (مائدہ ۱۳)

وہ کلام الٰہی کو اس کے موقع سے بدلتے رہتے ہیں۔

یحرفون الکلم من بعد مواضعہ (مائدہ ۴۱)

کلام الٰہی کو اس کے موقع و محل سے بدل دیتے ہیں۔

ان کی تحریف کی مثالیں تفاسیر قرآن اور احادیث میں کئی ایک بیان کی گئی ہیں۔ انہوں نے آیت رجم تورات میں چھپانے کی کوشش کی اور اس کے علاوہ تورات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جو پیشین گوئیاں تھیں ان کو چھپانے کی کوشش کی۔

یہود میں مشرکانہ عقائد' جادو وغیرہ اور اوہام و خیالات کی کثرت تھی۔ تفاسیر قرآن مجید، احادیث اور تاریخ کی کتابوں میں ان کے دینی معائب پر تفصیل سے ذکر ملتا ہے۔

یہود کے اخلاق و معاملات

اخلاقی طور پر یہود بڑے گرے ہوئے تھے اور اخلاقی گراوٹ میں بہت آگے تھے۔ ان کے اخلاق اس قدر گرے ہوئے تھے کہ ان کو دیکھ کر ایک اچھے انسان کے دل میں نفرت پیدا ہو جاتی تھی اور ایسے بے ہودہ اخلاق تھے جن کا انسانیت' شرافت اور فضائل اخلاق سے دور کا بھی واسطہ نہیں تھا۔

یہود جن اخلاقی کمزوریوں کا شکار تھے اس میں نفاق' حرام خوری' طمع و حرص' خیانت' بغض و حسد' دروغ گوئی و بدعہدی سرفہرست ہے۔

نفاق

حجاز کے یہودیوں میں جو اخلاقی برائی سب سے بڑی تھی۔ وہ نفاق تھی۔ یہ برائی روح انسانی کے لئے ایسا روگ ہے جو انسان کی تمام اخلاقی خوبیوں اور فطری صلاحیتوں کو ختم کر دیتا ہے۔ جس فرد یا جماعت میں نفاق کا مرض پیدا ہو جائے۔ اس سے کبھی بھی بھلائی کی امید نہیں کی جا سکتی۔ یہود نے نفاق میں اتنی ترقی کی۔ کہ ان کی وجہ سے مدینہ منورہ میں ایک ایسا گروہ پیدا ہو گیا جو مرتے دم تک اس مرض میں مبتلا رہا اور اسلام اور مسلمانوں کو نقصان اور اذیت

پہنچاتا رہا۔

قرآن مجید اس بارے میں نشاندہی کرتا ہے۔

و اذالقو کم قالو اامناو اذا خلو اعضو علیکم الانامل من الغیظ قل مو تو ا بغیظکم ان اللہ علیم بذات الصدو ر (آل عمران۔۱۱۹)

وہ لوگ جب تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے اور جب تم سے جدا ہوتے ہیں تو تم پر اپنی انگلیاں کاٹ کاٹ کھاتے ہیں اپنے غصہ سے۔ آپ کہہ دیجئے کہ مرو اپنے غصہ میں اللہ تعالیٰ تمہارے سینوں کے بھید سے واقف ہے۔

یہ یہود نفاق کو اپنے ہی پر نہیں رکھتے تھے بلکہ دوسروں کو بھی نفاق پر ابھارتے تھے۔ قرآن مجید ان کی اس برائی کی طرف بھی واضح الفاظ میں اشارہ کرتا ہے۔

و قالت طائفتہ من اھل الکتاب امنوا بالذی انزل علی الذین امنوا وجہ النھار وا کفر واا خر ہ لعلھم یر جعو ن (آل عمران۔۷۲)

بعض اہل کتاب نے کہا کہ ایمان لے آؤ۔ اس پر جو مسلمانوں پر نازل ہوا۔ (یعنی قرآن) اور صبح کے وقت اور شام کے وقت تک اس سے انکار کردو۔ شاید کہ وہ پھر جائیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انہوں نے جو منافقانہ رویہ اختیار کر رکھا تھا۔ قرآن مجید نے اس کی وضاحت کر دی ہے۔ یہود صرف مسلمانوں کے ساتھ ہی منافقانہ طریقے سے پیش نہیں آتے تھے بلکہ اپنوں کو بھی نہیں بخشتے تھے اور ایک دوسرے کو دھوکہ اور فریب دیتے تھے۔

حرام خوری

یہود حرام خوری میں بھی بہت آگے تھے۔ قرآن مجید نے اس کی وضاحت فرمائی ہے۔

اکلون للسحت (مائدہ۔۴۲)

یہ بڑے حرام کھانے والے ہیں۔

سودی کاروبار میں بھی یہود بہت تیز تھے اور قدیم زمانہ سے یہود سودی کاروبار میں مبتلا تھے اس کے خلاف عربوں کی تاریخ قدیم نہیں ہے۔ اور سودی کاروبار کو حجاز میں یہود ہی نے فروغ دیا۔ اور سود کے سلسلہ میں یہود نے جو شرائط بنا رکھی تھیں۔ عرب اس سے پیچھے تھے۔ قرآن مجید نے اس کی وضاحت کی ہے کہ یہود کو سود سے روکا گیا تھا مگر وہ باز نہ آئے۔

واخذھم الربوا وقد نہوا عنہ (النساء ۱۶۱)

اور ان کو سود لینے کی وجہ سے ملامت کی گئی۔ حالانکہ وہ اس سے روکے گئے تھے۔

رشوت ستانی اور ناجائز طریقہ سے مال کھانا بھی ان کا دن رات کا مشغلہ تھا۔ قرآن مجید نے اس بارے میں بھی صریح الفاظ میں تصریح کی ہے۔

واکلھم اموال الناس بالباطل (النساء ۱۶۱)

اور ان کے ناقص طریقہ سے مال کھانے کی وجہ سے۔

یہود میں ایک اور بری عادت یہ بھی تھی کہ دوسرے کا حق مارنے پر جھوٹی قسمیں کھاتے تھے۔ ایک واقعہ حدیث میں آتا ہے کہ

اشعث بن قیس صحابی اور ایک یہودی میں زمین کا کچھ قضیہ تھا ان کا معاملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اشعث بن قیسؓ سے فرمایا۔ تمہارے پاس اس دعویٰ کے ثبوت میں گواہ ہیں اشعث بن قیسؓ نے کہا کہ میرے پاس کوئی گواہ نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودی سے فرمایا۔ کہ تو اپنے دعوی کے ثبوت میں قسم کھا۔ اشعث بن قیسؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی۔ کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ یہودی فوراً جھوٹی قسم کھا کر میری زمین دبائے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

ان الذین یشترون بعہد اللہ وایمانہم ثمنا قلیلا اولئک
لا خلاق لہم فی الاخرۃ ولا یکلمہم اللہ ولا ینظر الیہم یوم

القیامتہ و لھم عذاب الیم (آل عمران' ۷۷)

جولوگ خرید کرتے ہیں اللہ کے اقرار پر اور اپنی قسموں پر تھوڑا مول ان کو کچھ حصہ نہیں آخرت میں اور نہ بات کرے گا ان سے اللہ اور نہ نگاہ کرے گا انکی طرف قیامت کے دن اور نہ سنوارے گا ان کو اور ان کیلئے دردناک عذاب ہے۔

(صحیح بخاری ج۲ص ۶۵۲' جامع ترمذی ج۲ص ۱۲۴)

حرص و طمع:۔

یہود مال دار بہت تھے مگر اس کے ساتھ ایک بری عادت کا شکار تھے ان کے حرص و طمع کا یہ حال تھا کہ دو دو چار روپے کی خاطر معصوم بچوں کو ہلاک کر ڈالتے تھے۔ سودی قرضوں میں بچوں اور عورتوں کو رہن رکھ لیتے تھے۔ (کعب بن اشرف کا قتل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم پر ہوا تھا۔ حضرت محمد بن مسلمہ ؓ نے کعب بن اشرف سے جو گفتگو کی تھی۔ اس میں کعب بن اشرف نے حضرت محمد بن مسلمہ ؓ سے کہا تھا کہ آپ اپنی عورتوں اور بچوں کو میرے پاس رہن رکھ دو۔ امام بخاری نے اپنی جامع الصحیح البخاری میں کعب بن اشرف کے قتل کا تفصیل سے ذکر کیا ہے)

یہود کے پاس ڈھیروں سونا چاندی تھا مگر راہ حق میں ایک پیسہ بھی خرچ نہیں کرتے تھے۔ قرآن مجید نے واضح الفاظ میں ارشاد فرمایا ہے۔

والذین یکنزون الذھب والفضتہ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ (توبہ۔۳۴)

(حرص کی وجہ سے) جولوگ سونا اور چاندی جمع کر رکھتے ہیں اور ان کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے۔

ام لھم نصیب من الملک فاذا لا یئوتون الناس نقیرا (النساء ۵۳)

کیاان کے پاس سلطنت کا کوئی حصہ ہے۔اگر ہو تا تو وہ ایک ذرہ برابر اس میں سے دوسروں کو نہ دیتے۔

خیانت:۔

خیانت میں بھی یہودیت آگے تھے۔ قرآن مجید نے ان کی اس برائی کو واضح الفاظ میں بیان کیا ہے۔

و منهم من ان تامنه بدينار لا يوده اليك الا ما دمت عليه قائما (آل عمران ۷۵)

ان میں بعض ایسے ہیں کہ اگر تم ان کے پاس ایک دینار بھی امانت رکھو' تو وہ تم کو ادا نہیں کریں گے۔جب تک کہ تم ان کے سر پر سوار نہ ہو جاؤ۔

یہود صرف خیانت ہی نہیں کرتے تھے۔بلکہ خیانت کرنا اپنا پیدائشی حق سمجھتے تھے۔ قرآن مجید نے اس کی بھی نشان دہی کی ہے۔

قالو ا ليس علينا في الاميين من سبيل (آل عمران ۷۵)

(یہ خیانت) اس لئے وہ کہتے ہیں کہ غیر اہل کتاب (کے مال) کے بارے میں ہم پر کوئی جرم نہیں۔

بغض و حسد:۔

بغض و حسد ایک بدترین برائی ہے۔ اس کی موجودگی میں کوئی شخص حق و انصاف کے جذبہ کو اپنے دل میں جگہ نہیں دے سکتا۔ جس شخص کے اندر بغض و حسد ہے اس کو کسی شخص کی بھلائیاں نظر نہیں آتیں۔ اور برائیاں تو نظر آتی ہی ہیں۔ تو ان کو بھی اس نظر سے دیکھتا ہے اسے سوائے کدورت اور حسد و بغض کے اور کچھ اس کے ذہن میں نہیں سماتا۔ اور حسد و بغض کرنے والے کو دوسرے شخص کی عزت و شرف سے رنج ہوتا ہے اور اسے انتہائی تکلیف ہوتی ہے یہود میں حسد و بغض بہت زیادہ تھا اور یہود کی زندگی اس برے جذبہ کی عمل

نمونہ تھی۔

قرآن مجید نے واضح الفاظ میں یہود کے بغض و حسد کی تصریح کی ہے۔

ام یحسدون الناس علی ما اتاھم اللہ من فضلہ (النساء ۵۴)

لیا دوسرے آدمیوں سے ان چیزوں پر جلتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عطا کی ہیں۔

دوسری جگہ قرآن مجید نے ارشاد فرمایا۔

ھا انتم اولاء تحبونھم و لا یحبونکم (آل عمران۔۱۱۹)

ہاں تم ایسے ہو کہ ان لوگوں سے محبت رکھتے ہو۔ اور یہ لوگ تم سے قطعا محبت نہیں رکھتے۔

اور قرآن مجید نے ان کے بغض و حسد کی وجہ سے فرمایا

موتو بغیظکم (آل عمران ۱۱۹)

اپنے غصہ سے مر جاؤ۔

دروغ گوئی اور بد عہدی:۔

دروغ گوئی' بد عہدی اور جھوٹی قسمیں کھانا یہود کا شیوہ تھا

قرآن مجید نے واضح کہا ہے۔

سمعون للکذب (المائدہ ۴۱)

یہ لوگ غلط باتیں سننے کے عادی ہیں۔

عہد نبوی میں ان کی دروغ گوئی اور بد عہدی کی مثالیں تاریخ اور حدیث کی کتابوں میں بے شمار ملتی ہیں اس کے علاوہ ہر بری عادت ان میں موجود تھی۔ فواحش اور بے حیائیوں سے باز نہیں آتے تھے۔ ان میں خود غرضی اور قساوت قلبی بھی حد درجہ تھی۔ جس کا مظاہرہ دن رات ہوتا رہتا تھا ان میں ایک اور بہت بڑی خرابی یہ تھی کہ جب ان میں کوئی شریف اور معزز آدمی زنا کا ارتکاب کرتا تو اس کو چھوڑ دیتے۔ اور جب کم مرتبہ کا آدمی اس جرم کا ارتکاب کرتا تو اس

کو سزا دیتے۔ (صحیح مسلم)

قرآن مجید نے ان کے معائب کی تصویر ان الفاظ میں کھینچی ہے۔

تقتلون انفسکم و تخرجون فریقا من دیارھم (بقرہ ۸۵)

تم ایک دوسرے کو قتل بھی کرتے ہو اور ایک دوسرے کو گھروں سے نکال بھی دیتے ہو۔

دوسری جگہ ان کے بارے میں قرآن نے صراحت کی ہے۔

تحسبھم جمیعا و قلوبھم شتی (الحشر۔ ۱۴)

تم ان کو متفق خیال کرتے ہو۔ حالانکہ دل ان کے آپس میں متفق نہیں ہیں۔

یہود کی ان کارستانیوں اور بے ہودہ حرکات کے بارے میں مسند احمد بن حنبل میں ایک حدیث ہے جس کے راوی ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباسؓ ہیں۔ وہ فرماتے ہیں

جاہلیت میں یہود دو گروہوں میں بٹ گئے تھے ان میں ایک غالب تھا دوسرا مغلوب جب غالب گروہ کا کوئی آدمی قتل کیا جاتا۔ تو اس کی دیت مغلوب کو زیادہ دینی پڑتی۔ اور اگر مغلوب کا آدمی کوئی قتل ہو جاتا تو اس کی دیت کم ملتی۔ جاہلیت میں تو مغلوب گروپ اس ظلم کو برداشت کرتا رہا۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد ایک بار جب ایسا واقعہ پیش آیا تو اس نے زیادہ دیت دینے سے انکار کر دیا اور غالب گروہ کے پاس کہلا بھیجا۔ کہ اب نبی موعود صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہم یہ ظلم و ستم سہنے کے لئے تیار نہیں۔ (مسند احمد ج ۱ ص ۲۴۶)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو یہود و انصار سے ایک معاہدہ ہوا تھا جو تاریخ میں "میثاق مدینہ" کے نام سے مشہور ہے ابن ہشامؒ نے اپنی سیرۃ میں مکمل معاہدہ نقل کیا تھا۔ اس معاہدہ میں جو دفعات یہود سے متعلق تھیں۔ ان کا خلاصہ یہ تھا۔

۱۔ یہود کو مذہبی آزادی حاصل ہوگی۔ اور ان کے مذہبی امور سے کوئی تعرض نہیں کیا جائے

گا۔

۲۔ یہود اور مسلمان باہم دوستانہ برتاؤ رکھیں گے۔

۳۔ یہود یا مسلمانوں کو کسی سے لڑائی پیش آئے گی تو ایک فریق دوسرے کی مدد کرے گا۔

۴۔ قریش اور ان کے حلیف قبائل کو کوئی امان نہ دے گا۔

۵۔ کسی دشمن سے اگر ایک فریق صلح کرے گا۔ تو دوسرا بھی شریک صلح ہوگا۔ لیکن مذہبی لڑائی اس سے مستثنیٰ ہوگی۔

۶۔ مدینہ پر کوئی حملہ کرے گا۔ تو دونوں فریق مل کر اس کا مقابلہ کریں گے۔

۷۔ خون بہا اور فدیہ کا جو طریقہ پہلے سے چلا آرہا ہے۔ وہ بدستور قائم رہے گا۔

۸۔ یہود اور انصار میں اگر کوئی اختلاف ہوگا۔ تو اللہ اور اس کے رسول حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رجوع کیا جائے گا۔

مگر یہود نے اپنے اس معاہدے کا پاس نہیں کیا۔ اور وقت کے ساتھ ساتھ اس معاہدہ کی خلاف ورزی کرتے رہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نقص عہد کی وجہ سے ان کے خلاف جارحانہ اقدام نہ کیا۔ بلکہ ان کو سمجھانے کی کوشش کی۔ اور ان کے سامنے اسلام کی دعوت پیش کی۔ لیکن یہود نے اپنی روش نہ بدلی۔ اور آخر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے خلاف جارحانہ اقدام کیا۔ اور یہ لوگ مدینہ چھوڑ کر شام چلے گئے۔ یہود کے شام جانے کے بعد مدینہ کی فضا بڑی حد تک پرسکون ہوگئی۔ مگر کچھ یہود خیبر میں آباد ہوگئے۔ خیبر یہود کا سب سے بڑا مرکز تھا اور وہاں یہودیوں نے اپنی ریشہ دوانیوں کا سلسلہ جاری رکھا۔ خیبر یہودیوں کا جنگی مستقر اور جزیرہ عرب میں ان کا آخری قلعہ تھا۔ اور یہودی مدینہ طیبہ پر حملہ کرنے کی سازش کر رہے تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ارادہ فرمالیا۔ کہ اب بہترین ہے۔ ان کی سازش سے نجات حاصل کرلی جائے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خیبر پر چڑھائی کی۔ اور یہودیوں کو عبرتناک شکست دی۔ اور خیبر کو اسلامی ریاست میں شامل لیا۔ اس جنگ میں حضرت علی بن ابی طالبؓ نے ایک نامور یہود شہسوار کو قتل کیا۔ (سیرۃ ابن ہشام)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو فتح کرنے کے بعد ارادہ کیا کہ یہودیوں کو یہاں سے جلاوطن کر دیا جائے۔ لیکن انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو آپ اس جگہ قیام کی اجازت دے دیں۔ زمین کی دیکھ بھال اور کھیتی باڑی میں ہم مشغول رہیں گے اس لئے کہ آپ لوگوں سے زیادہ ہم اس فن سے واقف ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کو کاشت کاری کا تجربہ نہ تھا۔ اگر وہ یہ کام اپنے ہاتھ میں لے لیتے۔ تو سارا وقت اسی کی نظر کرنا پڑتا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود کو خیبر میں قیام کی اجازت اس شرط پر دے دی۔ کہ تمام پیداوار غلہ اور پھلوں کا ایک حصہ مسلمانوں کو ملے گا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تک چاہیں گے معاہد کو برقرار رکھیں گے۔ (زاد المعاد ج ا ص ۳۹۴ ۔ ۳۹۵)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیداوار کی تقسیم کے لئے حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کو خیبر بھیجا کرتے تھے وہ اندازہ کر کے اس کو دو حصوں میں تقسیم کرتے پھر ان سے کہتے کہ ان میں سے جو حصہ تم لینا چاہتے ہو لے لو' وہ لوگ دیکھ کر یہ کہتے کہ اسی ادا (انصاف) پر آسمان و زمین قائم ہیں (فتوح البلدان ص ۳۴)

یہودیوں کا اخلاقی انحطاط:۔

یہود کے دینی اور اخلاقی انحطاط کا مجمل خاکہ پیش کیا گیا ہے۔ اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ جس قوم میں اتنا زیادہ دینی انحطاط اور اتنے زیادہ اخلاق ذمیمہ ہوں۔ ان کی موجودگی میں کوئی صالح معاشرہ قائم نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی پر سکون ماحول پیدا ہو سکتا ہے چنانچہ تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ جب تک حجاز اور خصوصیت سے مدینہ منورہ میں یہودیوں کا معاشی' اقتصادی' یا سی غلبہ اور زور باقی رہا۔ سکون و اطمینان کی فضا پیدا نہیں ہو سکی۔ جب ان کا غلبہ جاتا رہا۔ اور ان کا زور ختم ہو گیا تو امن و سلامتی کی فضاء پیدا ہو گئی تا آنکہ پورا حجاز ان کی ریشہ دوانیوں سے پاک و صاف ہو گیا۔